قسط ششم

مولانا مدد اللہ صاحب مدرار نقشبندی

پرویز منکرِ حدیث ہے یا منکرِ قرآن؟

ایک تنقیدی جائزہ

قرآن کا معاشی نظام اور کمیونزم

قرآن جس طرح اشتراکیت کو مسترد اور مذموم قرار دیتا ہے اسی طرح سرمایہ دارانہ نظام کا بھی سخت الف ہے۔ اور ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ایک ایسا مخلصانہ اور منصفانہ اقتصادی نظام پیش کرتا ہے عاشرے کے تمام طبقات کے درمیان عدل و انصاف، باہمی نظم اور الفت و محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

بہرحال زمین سے انسان کے دو اہم مقاصد وابستہ ہیں۔ زراعت اور سکونت، اگر زراعت نہ ہو تو ان غذائی ضروریات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح رہنے کے لئے مکان نہ ہو تو بھی انسان کے لئے گی وبال جان بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اترنے کا حکم ہوا تو انہیں دیا گیا کہ

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (بقرہ ۳۶)

یعنی تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع ایک وقت تک۔

ظاہر ہے کہ زمین میں ٹھکانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے سکونت کا کام لیا جائے۔ اور نفع اٹھانے مطلب یہ ہے کہ اس کی غذائی ضرورتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تو گویا جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا زمین سے متعلق اس کو ان دونوں ضرورتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ زراعت اور سکونت اور انسان نے زمین کو ان دل ضرورتوں کے لئے استعمال کیا۔ یہاں سے زمین کی شخصی ملکیت کا آغاز ہوا۔ قرآن حکیم انسان کی ان دونوں ضرورتوں سلیم کرتا ہے۔ اور اسے یہ حق دیتا ہے کہ وہ ان دونوں ضرورتوں کے لئے زمین کو اپنے شخصی قبضہ اور تصرف میں ے۔ اور اس پر اپنا مالکانہ قبضہ جمائے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ (انعام رکوع ۱۷)

ترجمہ ۔ اس کے پھلوں میں سے کھاؤ جب کہ وہ پھل لائے ۔ اور اس کی فصل کٹنے کے دن اس کا یعنی خدا کا حق ادا کرو۔

ظاہر ہے کہ اگر زمین اجتماعی ملکیت ہو تو نہ عشر و زکوٰۃ دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ لینے کا ۔ یہ حکم صرف اس بنیاد پر دیا جا سکتا تھا جب کہ کچھ لوگ زمین کے مالک ہوں اور وہ اس کی پیداوار میں سے خدا کا حق نکالیں اور کچھ دوسرے لوگ زمین کے مالک نہ ہوں اور ان کو پیداوار کا وہ حصہ دیا جائے جو خدا کے لئے نکالا گیا ہو ۔ قرآن کے اس حکم سے زمین کی شخصی اور انفرادی ملکیت کا واضح ثبوت فراہم ہو جاتا ہے ۔

اس ضمن میں ایک دوسری آیت بھی ملاحظہ ہو۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ ۳۷)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو خرچ کرو اپنی کمائیوں سے اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں ۔

یہاں زمین کی پیداوار میں سے خرچ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد زکوٰۃ و صدقہ ہی ہے اس حکم کی بجا آوری وہی شخص کرے گا جو پیداوار کا مالک ہو گا اور انہی لوگوں پر خرچ کیا جائے گا جو صاحب مال و جائیداد نہیں ہیں ۔

رہی دوسری ضرورت یعنی رہنے کے لئے مکان کی ضرورت تو اس کے متعلق فرمایا ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ (النور ۴)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ پوچھ نہ لو اور جب داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو ۔ اور اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ تاوقتیکہ تم کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو۔

اس مضمون کی ایک دوسری آیت میں فرمایا۔

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا (نحل ۸۰)

اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی ۔

ان آیتوں میں بیوت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بیت کی جمع ہے ۔ لغت میں بیت اسے کہتے ہیں جس میں رات گذاری جا سکے ۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے ۔

وکل ماسترك من جهات الاربع فهو جدار فاذا انتظمت واتّصلت فهو بيت

اور جو چیز چاروں طرف سے تمہارا پردہ کرے وہ دیواریں ہیں۔ اور جب یہ سب چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ بیت یعنی گھر ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن سکونت کے لئے بھی زمین کے شخصی قبضہ و ملکیت کی توثیق کرتا ہے اور ایک مالک کے اس حق کا استقرار کرتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اجازت کے بغیر اس کی حدود میں قدم نہ رکھے۔

اس ضمن میں تین احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:-

(۱) من عمر ارضا ليست لاحد فهو احق بها قال عروة وقضى به عمر في خلافته۔ (بخاری، نسائی)

جس شخص نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی دوسرے کی ملکیت نہ ہو تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں عمل درآمد کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا

(۲) من احيى ارضا ميتة فهي له (ترمذی احمد)

جس کسی نے مردہ زمین کو آباد کیا (جبکہ اس کا کوئی مالک نہ ہو) تو وہ اسی کی ہے۔

حضرت اسمر بن مضرسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:-

(۳) من سبق الى ماء لم يسبقه اليه مسلم فهو له (ابوداؤد)

جو شخص کسی ایسے کنوئیں کو پالے جس پر پہلے سے کوئی مسلمان قابض نہ ہو۔ تو وہ کنواں اسی کا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زمین کا ایسا ٹکڑا جو بیکار پڑا ہوا ہو اور وہ کسی کی ملکیت نہ ہو اور دوسرے شخص نے محنت کر کے اس کو آباد کیا اور قابل زراعت بنایا تو شارع علیہ السلام نے آباد کار کو یہ حق دیا ہے کہ وہی اس کا مالک ہے اور وہ زمین اس شخص کی ملکیت ہی میں رہے گی۔ اور کسی فرد یا نظام کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ آباد کار کی اس شخصی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ جمائے۔ یہی حکم اس غیر مملوک کنوئیں کا بھی ہے جس کو کسی مسلمان نے اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آیا۔

قرآن وحدیث کی ان تصریحات سے پرویز کی ان خرافات کا رد بخوبی ثابت ہوگیا جن میں وہ کہتا ہے کہ زمین اور مکان کی شخصی ملکیت جائز نہیں ؛

رزق بغیر حساب ۴۸ ۔ (واللہ یرزق من یشآء بغیر حساب) اس کے معنی یہ نہیں کہ اس کے لئے خدا کے ہاں بھی کوئی قاعدہ اور قانون مقرر نہیں۔ وہاں تو ہر بات کا فیصلہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اگر رزق کا حصول اور تقسیم قوانین خداوندی کے مطابق ہو تو اس سے رزق کی فراوانی اس قدر ہوتی ہے جو تمہارے سان و گمان میں بھی نہ ہو۔ وہ تمہارے حساب کتاب، تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا تجربہ ہم خود اپنے ہاں کر چکے ہیں۔ ہمارے ہاں زراعت قدیم طریقوں کے مطابق ہوتی چلی آتی تھی جس سے ایک ایکڑ زمین میں زیادہ سے زیادہ بیس پچیس من گیہوں پیدا ہوتا تھا۔ ہم نے زراعت کے جدید طریقے اختیار کئے۔ کھیتی کے لئے مشینیں منگائیں۔ میکسی پاک گیہوں کا بیج منگایا۔ سائنٹیفک طریق سے تیار کردہ مصنوعی کھاد ڈالی۔ قاعدے اور قانون کے مطابق آب پاشی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس زمین سے جس سے کبھی بیس پچیس من فی ایکڑ فصل پیدا ہوتی تھی ڈیڑھ ڈیڑھ سو من فی ایکڑ کے حساب سے گیہوں پیدا ہوگیا۔ (کتاب التقدیر ص ۲۹۱)

اس عبارت میں "رزق بغیر حساب" والی آیت کی جو تاویل کی گئی ہے وہ من گھڑت ہونے کے علاوہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ پرویز کہتا ہے کہ موجودہ آلات اور کھاد کے استعمال سے رزق میں جو فراوانی ہوتی ہے وہی "رزق بغیر حساب" کا مصداق ہے۔ جب کہ اس کے برعکس آیت کا مطلب یہ ہے کہ :۔

"اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کو بے حساب رزق عطا کرتا ہے"

جب سے دنیا آباد ہوئی ہے اور اس میں انسان بسنے لگے ہیں اور مشینی آلات کے ذریعے زرعی ترقی نہیں ہوئی تھی تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ہی بعض انسانوں کو رزق فراوانی سے نوازتا تھا۔ اور بعض کو نپی تُلی روزی دیتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ صرف رزق میں فراوانی عطا فرمائی بلکہ ایک بے مثال سلطنت اور عظیم مملکت سے بھی نوازا تھا۔ جس میں دیگر ضروریات مملکت کے علاوہ فراوانی رزق کے بے شمار ذرائع و وسائل مہیا تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بے حساب رزق دینے کے لئے مشینی آلات کا پابند نہیں یہ سب اس کی مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مشیت کا اقتضا ہو جائے۔ تو لوگوں کو ہر زمانے کے مطابق آلات و وسائل کی راہ نمائی ہوتی ہے۔ انسان صرف کسب اور عمل کرتا ہے مخفی طریق سے رہنمائی اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ لیکن بصیرت ایزدی سے محروم انسان اس کو اپنی ذہنی صلاحیتوں اور کمال کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور پردۂ غیب سے اس کو مخفی طریق سے جو رہنمائی ملتی ہے۔ وہ اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہی

حانی آنکھ کی بے بصیرتی ہے۔ جس کے سبب اس کو مادہ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور وہ غیب کے حقائق سمجھنے سے محروم ہوتا ہے۔

بہر حال جب مشینی آلات نہ تھے تو کیا خدا تعالیٰ کسی کو رزق بغیر حساب دینے پر قادر نہ تھا۔ یہ منفی عقیدہ بجز پرویز جیسے مادہ پرست اور ملحد فلسفی کے کسی اور مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔

قرآن حکیم کی ایک اور آیت میں "رزق بغیر حساب" کی حقیقت کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا:- وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق ۲)

جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکل و مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیں گے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

اس آیت میں لفظ تقویٰ آیا ہے جس کی برکتیں بیان فرمائی ہیں:-

اول - یہ کہ تقویٰ اختیار کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ بچنے کا راستہ نکال دیتے ہیں۔ لیکن کس چیز سے بچنا ہے اس میں صحیح بات یہ ہے کہ دنیا کی مشکلات و مصائب کے لئے بھی اور آخرت کی سب مشکلات و مصائب کے لئے بھی۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی یعنی گناہوں سے بچنے والے آدمی کے لئے دنیا و آخرت کی ہر مشکل و مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔ اور دوسری برکت یہ ہے کہ

"اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں اس کو خیال و گمان بھی نہیں ہوتا"

بہر حال رزق بغیر حساب والی آیت کی تاویل مشینی آلات سے کرنا پرویز ہی کا کام ہے جس نے اپنے آپ کو قرآن و حدیث دونوں کی قیود و حدود سے آزاد کر دیا ہے اور اشتراکیت کے فلسفے پر ایمان اور یقین رکھتا ہے۔

قرآن کی آیات وراثت سے انکار

۴۹ - الف - اسے (زمین) تمام ضرورت مندوں کے لئے یکساں طور پر کھلا رہنا چاہئے - یہ اس کے مالک کہلاتے ہیں۔ ان کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ کسی زمانے کے غلط نظام میں کسی نے زمین کے رقبوں پر لکیریں کھینچ کر کہہ دیا کہ میری ملکیت ہیں۔ اس کے بعد اس کی وہ ملکیت یا وراثت آگے منتقل ہوتی چلی آئی۔ اور یا اس نے اسے اوروں کے ہاتھ بیچ دیا۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کی ملکیت ابتداءً ہی باطل تھی وہ وراثت یا بیع و شراء سے کس طرح حق و جائز قرار پائے گی۔ قرآنی نظام میں زمین کسی کی ملکیت میں نہیں رہتی۔ (کتاب التقدیر ص ۲۴۷)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پرویز کو خرید و فروخت کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے زمین کی ذاتی ملکیت سے تو انکار ہی ہے۔ خود قرآن کے بتلائے ہوئے نظامِ وراثت کی تسلیم سے بھی اس کو صاف انکار ہے۔ اور کہتا ہے کہ وراثت کے ذریعے بھی زمین وارثوں کی ذاتی ملکیت میں منتقل نہیں ہو سکتی اور وہ وراثت کو باطل قرار دیتا ہے جب کہ قرآن میں وراثت کے بارے میں ایک سالم رکوع موجود ہے۔ چنانچہ سورۂ نساء میں پوری تفصیل کے ساتھ نظامِ وراثت و وصیت کا بیان کیا گیا ہے جس میں متوفی کی متروکہ منقولہ و غیر منقولہ دولت و جائیداد اس کے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، ماں باپ، بھائی بہن اور بعض حالتوں میں اس کے کئی دوسرے وارثوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آیاتِ مواریث میں مِمَّا تَرَكَ اور مِمَّا تَرَكْتُمْ کے قسم کے الفاظ آئے ہیں جس کا لغتِ عرب کی رو سے ترکہ کا عموم مراد ہے۔ یعنی متوفی جس قسم کی جائیداد بھی چھوڑے خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ مثلاً روپیہ، چاندی اور سونا وغیرہ مال متاع یا زمین مکان وغیرہ۔ یہ سب جائیداد اس کے وارثوں میں قرآن کے بتلائے ہوئے حصص کے مطابق تقسیم ہوگی۔ اسی لئے قرآن نے مرنے والے کو وصیت کا حق بھی دیا ہے وصیت کے ذریعے وہ اپنی متروکہ دولت کا ایک تہائی ⅓ حصہ غیر وارثوں کو بھی دے سکتا ہے یا وہ چاہے تو مسجد و مدرسہ کی تعمیر وغیرہ امورِ خیر میں صرف کرنے کی وصیت کر سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ قرآن ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ صرف ولدِ اکبر جدّی جائیداد کا وارث ہو اور باقی اولاد کو محروم کر دیا جائے۔ جیسا کہ یورپ اور بعض قوموں میں یہی دستور رائج ہے۔ اور قرآن یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ صرف بیٹوں کو وراثت میں حصہ ملے اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جائے۔ قرآن کے نظامِ وراثت کا فلسفہ یہ ہے کہ مرنے والے کی دولت و جائیداد سے اولاد اور خویش و اقارب کے ساتھ معاشرے کے دوسرے افراد بھی فائدہ اٹھائیں اور دولت کے اکتناز کی بجائے وہ برابر گردش کرتی رہے۔

لیکن پرویز قرآن کے نصوصِ وراثت کو رد کرتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ قرآنی نظام میں وراثت کے ذریعے بھی زمین کسی کی ذاتی ملکیت میں نہیں آسکتی۔ اور یہ طرزِ عمل اس نے اس لئے اختیار کیا ہوا ہے کہ اس کو اشتراکیت کے مقابلے میں قرآن کی حکمت نظر نہیں آتی ؎

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یہاں ہم قرآن سے اجتماعی وراثت کا ثبوت بھی پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ یہود کے قبیلہ بنو قریظہ
زمینوں، مکانوں اور مال و دولت کو مسلمانوں کی وراثت میں دے دیا گیا۔ اور مسلمانوں کو ان کا
ث قرار دیا گیا، یہ حقیقت اس آیت کریمہ سے واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ (احزاب ۲۷)

"اور تم کو دلائی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے اموال"

اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہود کے قبیلہ بنو قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک معاہدہ ہوا
جس پر مسلمان اور بنو قریظہ ایک دوسرے سے بے فکر تھے۔ لیکن غزوۂ احزاب کے موقع پر یہود نے
یہ شکنی کی۔ اور حملہ آور مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی امداد کی۔ اور مسلمانوں کے
ف لڑے۔ غزوۂ احزاب میں کامیابی کے بعد باذن خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو ان
غداری کی سزا دینے کے لئے ان پر فوج کشی کی۔ لیکن جنگ کے بغیر انہوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ قصہ
مختصر یہ کہ ان میں جنگ ہوئی نوجوان قتل کر دئے گئے۔ اور ان کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو امن و حفاظت
ساتھ جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ اور بعض اسلام لائے۔

غرض اسلام لانے والوں کے علاوہ باقی تمام بنو قریظہ کی اراضی، مکانات اور اموال پر مسلمان قابض
ہو گئے۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس کارروائی کو اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا۔

"اور اللہ نے تم کو دلائی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے اموال"

اس آیت میں پوری طرح یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ بنی قریظہ کی زمینیں مسلمانوں کی ذاتی ملکیت
میں دے دی گئیں۔ اور مسلمانوں کی ذاتی ملکیت کے ذریعے ان کے اموال و مکانات اور ان کی زمینوں
پر قابض اور متصرف ہو گئے۔ زمین کی ذاتی ملکیت کے بارے میں مذکورہ آیت کریمہ ایک واضح ترین دلیل ہے
لیکن پرویز اپنے اشتراکی اور طاغوتی عقیدے کی بنیاد پر مذکورہ آیت کو اور قرآن کے بتائے ہوئے نظام
وراثت کو رد کرتا ہے۔ اور ان کی تکذیب اور انکار کا مرتکب ہے۔

ہم ضمناً یہ واضح کرتے ہیں کہ اشتراکیت کے مقابلے میں اسلام کا نظام وراثت اور نظام زکوٰۃ و صدقات
ایسے فطری اور مصلحانہ ذرائع ہیں جن کی بدولت معاشرے کی اونچ نیچ کو بتدریج ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی
نظام وراثت ہی کو دیکھئے کہ وہ کس طرح معاشرے کے افراد میں امن و خوبی کے ساتھ دولت تقسیم کرتا ہے
مثلاً ایک شخص چھیانوے ہزار جریب زمین اور چھیانوے ہزار روپے کا مالک ہے جب وہ مر جاتا ہے
تو وہ اپنے پیچھے ایک بیوی، ماں باپ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑتا ہے تو قرآنی نظام وراثت کی رو سے

اس کا تمام ترکہ اس کے مذکورہ وارثوں پر اس طرح تقسیم ہو گا۔

بیوی کو ترکہ میں ⅛ حصہ اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو ⅙ حصہ ملتا ہے۔ اور باقی ماندہ بیٹے اور بیٹی کا حق ہے۔ جب کہ بیٹے کو بیٹی کے مقابلہ میں دو چند ملتا ہے۔ یعنی ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہے چنانچہ قرآن کے بتائے ہوئے حصص کے مطابق مذکورہ وارثوں پر متوفی کا کل ترکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل نقشہ وراثت کے مطابق تقسیم ہو گا۔

۹۶					متوفی
بیوی	ماں	باپ	بیٹا	بیٹی	بیٹی
۱۲	۱۶	۱۶	۲۶	۱۳	۱۳

یعنی متوفی کے چھیانوے ہزار جریب زمین اور ۹۶ ہزار روپے کو مذکورہ وارثوں پر اس طرح تقسیم کیا گیا کہ نقد و اراضی دونوں میں سے ہر ایک میں بیوی کو ۱۲ حصے ملے۔ باپ کو ۱۶۔ ماں کو ۱۶۔ بیٹے کو ۲۶ اور بیٹیوں کو ۲۶ حصے ملے۔ جن میں سے ہر ایک کو بحصہ برابر ۱۳، ۱۳ حصے ملے۔

یہ ہے قرآن کا نظام وراثت جو ایک فرد کی جائیداد اور سرمایہ کو معاشرہ کے افراد میں فطری اصول کے مطابق بتدریج تقسیم کرتا ہے۔ اس کے برعکس اشتراکیت افراد کی نجی جائیدادوں اور اموال کو ان سے بالجبر اور قتل و غارت کے ذریعے چھین لیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اشتراکیت کی نظر میں نہ انسانیت کا کوئی احترام ہے اور نہ انسانی خون کی کوئی قدر ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ پرویز کو قرآن کے نظام معاش اور نظام وراثت سے چڑ ہے اور اشتراکیت کو نظام ربوبیت کا حسین نام دے کر اس کا دل و جان سے پیروکار اور پرستار ہے۔

زمین پر لکیریں کھینچنے سے اس کی ملکیت حاصل نہیں ہو سکتی

پرویز کی زیر بحث مذکورہ عبارت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ:۔ "کسی زمانے میں کسی نے زمین کے رقبوں پر لکیریں کھینچ کر کہہ دیا کہ میری ملکیت ہے تو یہ باطل ہے۔"

اس کا جواب ان حدیثوں میں موجود ہے جو ہم نے متذکرہ بحث کے دوران پیش کی ہیں۔ اب اس ضمن میں دو حدیثیں اور بھی ملاحظہ ہوں:۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

۱۔ من احاط حائطاً علی ارض — جس نے کسی افتادہ غیر مملوکہ زمین پر احاطہ

فھی لہ (ابوداؤد) کھینچ لیا وہ اسی کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ایسے قطعۂ زمین پر جو کسی کی مملوکہ اور مقبوضہ نہ ہو اور کسی نے جا کر اس ... زمین پر دیواریں کھینچ لیں اور اسے اپنے تصرف میں لایا تو اب یہ زمین اس کی ذاتی ملکیت سمجھی جائے ... اور کسی فرد یا حکومت کو حق حاصل نہ ہوگا۔ کہ اس پر کسی قسم کا تعرض کرے۔

حضرت عروہ بن زبیر تابعیؒ کہتے ہیں کہ

اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی ان الارض "ارض اللہ" والعباد عباد اللہ ومن احیی مواتا فھو احق بہا جاءنا بھذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین جاءوا بالصلوات عنہ (ابوداؤد)

میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ زمین خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے وہی اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ قانون ہم تک نبی علیہ السلام سے انہی بزرگوں کے ذریعے پہنچا جن کے ذریعے ہمیں پنج وقتہ نمازیں پہنچی ہیں۔ (یعنی صحابہ کرام)

اس حدیث سے بھی حدیث بالا کی تائید ہوتی ہے۔ اس میں یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زمین اللہ کی ہے ... بندے بھی اللہ کے ہیں تو قانونی طور پر جو زمینیں بندوں کے قبضے اور ملکیت میں ہیں۔ ان پر کسی فرد یا ... کو تعرض کو حق نہ ہوگا کیونکہ زمین خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے ... خدا کے جن بندوں نے خدا کی زمین کو جب کہ وہ مردہ یعنی بیکار پڑی تھی۔ اور کسی کی مملوکہ بھی نہیں تھی ... کیا۔ اور اپنے قبضے میں لایا تو خدا کے یہی آبادکار بندے خدا کی اس غیر آباد زمین کی ملکیت کے ... حق دار ہیں۔ اور یہی فطرت اور اصول انصاف کا تقاضا ہے۔ اور انہی اصول پر عہدِ رسالت ... اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام اہلِ اسلام کا عمل چلا آرہا ہے۔ اسی طرح اس زمین کی خرید و ... بھی ہو سکتی ہے۔ اور وراثت کے ذریعے منتقل بھی ہو سکتی ہے۔

جن زمینوں اور مکانات وغیرہ پر قابضین کا قبضہ اور تصرف عرصۂ دراز سے چلا آرہا ہے ان کی ... کے متعلق محدثین اور فقہاء اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ کسی حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کی ... سے تعرض کرے۔ چنانچہ ساتویں صدی ہجری میں مصر کے سلطان ظاہر بیبرس نے ایک مرتبہ ارادہ کیا ... مالکانِ اراضی سے ان کی ملکیت کی سند و شہادت کا مطالبہ کریں۔ جو سند پیش نہ کر سکے اس سے زمین

ے کر بیت المال کے نام منتقل کردیں۔ اور بہانہ ان کا یہی تھا کہ یہ زمینیں اپنی اصل سے بیت المال کی ہیں اور وقف علی المسلمین ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے مشہور محدث اور شارح مسلم شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کی سخت مخالفت کی۔ اور حکمران مصر کو بتایا کہ ان کا ارادہ بالکل خلاف شرع اور جہل و عناد ہے۔ علمائے اسلام میں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ بلکہ جو چیز جس کے قبضہ میں زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے اسی کی ملک سمجھی جائے گی۔ اور کسی کو بدون شہادت شرعیہ کے اس پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ اور ان سے شہادت و سند کا مطالبہ کرنے کا بھی حق نہیں۔

امام نوویؒ سلطان ظاہر بیبرس کو برابر سمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ اس ارادہ سے باز آ گئے۔

(بحوالہ رد المختار ج ۳ باب العشر والخراج ص ۱۵)

یہی وجہ ہے کہ جب کسی بادشاہِ اسلام نے مصر و شام کی زمینوں کو اصحابِ اراضی کے قبضہ سے زبردستی لینے کا ارادہ کیا تو ہر زمانہ میں اس وقت کے فقہاء و محدثین نے اتفاق و اجماع کے ساتھ اس کی مخالفت کی۔ اور بادشاہوں کو اپنے ارادے سے باز آنا پڑا۔

علامہ ابن عابدین شامی نے اس مسئلے پر محققانہ بحث کی ہے جن کی عبارت کا آخری ٹکڑا غور و فکر کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

فان من بیدہ شئ لم یعرف
من انتقل الیہ منہ یبقٰی
فی یدہ ولا یکلّف ببینۃٍ
ثم قال من وجد نافی
یدہ او ملکہ منھا
فیحتمل انہ احیٰی او
وصل الیہ وصولاً صحیحًا
ردالمختار ج ۳ ص ۳۵۵

جس شخص کے قبضے میں کوئی چیز ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے پاس کہاں سے آئی۔ وہ اس کے قبضے میں رکھی جائے گی اور وہ اس کا ذمہ دار نہیں کہ اس کا ثبوت پیش کرے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں شخص یا فلاں جگہ سے آئی ہے۔ کیونکہ جس شخص کے قبضے میں ہم کوئی زمین یا مکان پاتے ہیں اس میں احتمال واضح ہے کہ اس کے پاس کسی جائز طریقے سے آیا ہے۔

علامہ شامی کی اس تحقیق سے بھی ثابت ہوا کہ مالکانِ اراضی و مکانات سے بغیر کسی شرعی وجہ کے ملکیت کی سند و شہادت پیش کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ اور نہ اس ضمن میں ان کو کسی قسم کی تکلیف دی جائے گی۔ اور زمین و مکانات پر ان کے شخصی قبضے اور ملکیت کی توثیق کی جائے گی۔ اور ان کے امر

ستقرار کیا جائے گا۔

یہاں واضح رہے کہ فقہائے کرام کا قطعی فیصلہ ہے کہ اگر کسی شخص کے قبضے میں کوئی زمین یا مکان ہو اس پر مالکانہ تصرف کر رہا ہو اور چھتیس سال کے بعد کسی شخص نے عدالت میں دعوٰی دائر کر دیا کہ یہ زمین مکان میری ملکیت ہیں تو اس کا دعوٰی قابل سماعت نہ ہوگا۔ اور مسترد کر دیا جائے گا۔ کیونکہ چھتیس سال ی لمبی مدت تک مدعی کا ترک دعوٰی اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ اس کا دعوٰی حقیقت پر مبنی نہیں سوائے وجوہ کے اگر وہ موجود ہوں تو قابل سماعت ہوگا۔ وہ تین وجوہ یہ ہیں۔

اول یہ کہ وہ نابالغ تھا اور بلوغ کے بعد اس نے دعوٰی دائر کیا۔

دوم یہ کہ وہ مجنون تھا اور جنون سے صحت پانے کے بعد دعوٰی کیا۔

سوم یہ کہ مدعی اس لمبی مدت غائب رہا ہو اور حاضر ہونے پر دعوٰی دائر کیا۔

فقہا کی عبارت یہ ہے۔

لا تسمع الدعوٰی بعد ست وثلاثین	چھتیس سال کے بعد دعوٰی نہ سنا جائے گا مگر
سنة الا ان یکون غائبا او صبیا او	یہ کہ مدعی غائب ہو یا نابالغ ہو یا مجنون ہو
مجنونًا ولیس له ولی (بحوالہ رد المختار ج۴ ص۳)	اور اس کا سرپرست نہ ہو۔

قرآن وحدیث اور فقہ کی مذکورہ تصریحات سے زمین ومکانات کی شخصی ملکیت کے بارے میں پرویز کے تر اکی نظریات وعقائد کا بطلان بخوبی ثابت ہوا۔ وہ کٹر مادہ پرست، کمیونسٹ اور اباحی ہے اور یہی وجہ ہے ہ قرآنی آیات کو یا تو بالکل رد کر دیتا ہے یا ان کی من مانی اور بیہودہ تاویلات کر کے ان کے معانی اور مفہومات شدید تحریفات کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اور اسی طرح وہ شرعی محرمات کو حلال اور مباح قرار دیتا ہے۔ وہ م ربوبیت کے پُر فریب نام سے مسلمانوں کو اشتراکیت کی طرف بلا رہا ہے۔ جب کہ اس کی یہ دعوت خونی ب کے ہولناک اور تباہ کن مضمرات کی حامل ہے۔ جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے ؎

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(جاری ہے)

PTC

COMPANY LIMITED

محنت سے ترقی سحر و شام کرو

پس ماندہ ہو تم دور یہ الزام کرو

آتی ہے صدا منزل خوشحالی سے

ہاں کام کرو . کام کرو . کام کرو

TELEGRAMS PAKTOBAC AKORA KHATTAK

TELEPHONES NOWSHERA 498 & 519

AKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P.O. NOWSHERA

N.W.F.P. (PAKISTAN)